رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط اِنْ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ

الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر: غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳	۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ	یوم یکشنبہ	مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۵ء	نمبر ۶۰

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ۶ ستمبر کے خطبہ جمعہ میں

مسجد شہید گنج کی خاطر جماعت احمدیہ ہر ممکن اور جائز قربانی کرنے کیلئے تیار ہے

قادیان ۶ ستمبر - آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قضیہ مسجد شہید گنج کے متعلق حکومت اور احرار کے رویہ پر روشنی ڈالی۔ بعض حکام اور احرار کی طرف سے جماعت احمدیہ کے خلاف جو غلط بیانیاں کی جارہی ہیں۔ ان کی تردید فرمائی۔ اور مسجد کی حفاظت کے متعلق جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ مفصل خطبہ انشاء اللہ العزیز جلد شائع کیا جائیگا۔ فی الحال نہایت مختصر طور پر مفہوم پیش کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اس بارہ میں حکومت پنجاب نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ یہ ایک ایسی قائم شدہ مسجد تھی جسے سکھ اپنے عہد حکومت میں بھی نہ گرا سکے۔ اور ایک ایسے شہر میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ ایسے صوبہ میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ اور ایسی جگہ پر جہاں سب کی نظریں پڑتی ہوں۔ اور خبریں ملتی ہوں مسجد گرائے جانے کی صورت میں یہ خیال کرنا کہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا نہ ہوگا۔ ویسی ہی بات ہے۔ جو حافظ مرحوم نے کہی ہے کہ ؎ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ٭ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

پھر اُسے سکھوں کی جائداد قرار دینا بھی سخت غلطی ہے۔ عبادت گاہیں کسی کی جائداد نہیں ہوسکتیں۔ مسلمان اسکی دوبارہ تعمیر کے لئے جب تک پروٹسٹ کرتے رہینگے۔ حق بجانب ہونگے۔ سول نافرمانی کے تو ہم ہمیشہ سے ہی مخالف رہے ہیں۔ اور اگر مسلمانوں کی طرف سے اسے جاری کیا گیا۔ تو گو بعض حکام نے احرار کی پشت پناہی کرکے مسلمانوں پر سے ہمارے اثر کو بہت حد تک زائل کر دیا ہے لیکن ہم اس سے انہیں روکنے کی حتی المقدور کوشش کرینگے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ بغیر فتنہ وفساد پیدا کئے مسجد واپس مل سکتی ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا ہم نے اب تک ایسی کوششوں میں حصہ نہیں لیا۔ اور اس لئے نہیں لیا۔ کہ مبادا ہماری شمولیت اس تحریک کو نقصان پہنچائے۔ اور احرار کی پیدا کردہ شورش کی وجہ سے لوگ اصل کام کو بھول کر ہماری شمولیت کے خلاف شور مچانے لگ جائیں۔ لیکن اب بھی اگر اس تحریک کے کارکن یہ اعلان کردیں کہ یہ مشترکہ کام ہے آؤ سب ملکر کوشش کریں۔ اور وہ کہدیں۔ اس تحریک میں ہمارا شامل ہونا کام کو نقصان نہیں پہنچائیگا۔ تو ہم اس میں شامل ہونے کیلئے تیار ہیں۔ اور مسجد کی واپسی کے لئے ہر جائز امداد اور قربانی کرنے سے دریغ نہیں کرینگے۔ خواہ وہ قربانی مالی ہو۔ یا قانونی۔ یا کسی اور رنگ کی۔

احرار کے ترجمان کی صریح غلط بیانی

اس وقت جبکہ ہر طرف سے احرار پر لعنت ملامت کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ خیال تھا۔ کہ شائد احرار کچھ عبرت حاصل کریں۔ مگر "ایں خیال است و محال است و جنوں" اپنی نازیبا حرکات میں پہلے سے زیادہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ احرار کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جھوٹ اور کذب سے کبھی قومیں نہیں بنتیں۔ اور نہ ہی کبھی کامیاب ہوئی ہیں۔ مقابلہ کرنا حق اور ایک نبی کی جماعت سے اور کام لینا اوچھے ہتھیاروں سے۔ واہ کیا خوب۔ نام نہاد احرار اب آپ کے وطیرہ سے پبلک خوب آگاہ ہو چکی ہے۔ اس لئے اب کذب بیانیوں سے باز آجائیے۔

مجاہد مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۵ء رقمطراز ہے ۲۹ اگست بروز جمعہ جامع مسجد پسرور ضلع سیالکوٹ میں شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام کی مساعی جمیلہ سے چھ مرزائی مشرف با اسلام ہوئے۔ نام مندرجہ ذیل ہیں۔ نامہ نگار

(۱) سید وزیر علی شاہ۔ (۲) سید رحمت علی شاہ (۳) سید حرمت علی شاہ (۴) سید حامد علی شاہ (۵) سید احمد علی شاہ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔ نامہ نگار کا بھی یہی حال ہے۔ عنوان تو یہ ہے کہ "چھ مرزائی مشرف با اسلام ہوئے" مگر فہرست میں پانچ کا نام درج کرتے ہیں۔ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ کا خط جو کہ انہوں نے بندہ کو تحریر فرمایا ہے نقل کرتا ہوں۔ لکھتے ہیں۔

اخبار مجاہد کے اندراج کا جواب لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ پسرور میں جو احمدی ہیں۔ وہ بدستور احمدی ہیں۔ ان کے اسماء یہ ہیں

(۱) فیروز الدین صاحب زرگر (۲) منشی عبد الغفار صاحب (۳) منشی عبد الغنی صاحب (۴) میاں بھاگ صاحب (۵) میاں اروڑہ صاحب دیگر غیر مبائع ہیں۔ وہ بھی اپنے عقیدہ پر قائم ہیں۔ باوجودیکہ مبائع اور غیر مبائع احمدیوں کو سخت تکالیف دی جا رہی ہیں۔ اخبار مجاہد اور احسان کا وطیرہ یہی ہے کہ بے سرو پا خبریں شائع کر کے اپنے خریداروں کو خوش کرتے رہتے ہیں۔ خاکسار غلام نبی احمدی

اس سے "مجاہد" کی دروغگوئی کھلے طور پر ثابت ہے۔

خیر خواہ احرار جاوید از سیالکوٹ

آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کی طرف سے انسپکٹروں کا تقرر

گزشتہ اعلان کے بعد پروگرام میں کسی قدر تبدیلی کرنی پڑی ہے۔ لیکن حلقوں کی تعداد میں کوئی فرق نہیں آیا۔ انسپکٹروں کا تقرر مندرجہ ذیل تقسیم کے رو سے کیا گیا ہے۔ امید ہے۔ کہ ان علاقوں کے احباب انسپکٹروں کے ساتھ تعاون کر کے ان کے کام میں سہولیت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۱) اضلاع جہلم۔ گجرات اور گوجرانوالہ کے لئے محمد اشرف صاحب کو انسپکٹر مقرر کر کے بھیج دیا گیا ہے۔

(۲) اضلاع لائلپور۔ شیخوپورہ اور جھنگ کے لئے رحمت علی صاحب انسپکٹر مقرر کئے گئے ہیں۔

(۳) اضلاع لاہور۔ ہوشیارپور اور جالندھر کے لئے شیخ احمد محمود صاحب مقرر کئے گئے ہیں

(۴) اضلاع فیروزپور اور لودھیانہ کے لئے غضنفر علی صاحب مقرر کئے گئے ہیں۔

پانچویں حلقے یعنی اضلاع سیالکوٹ اور امرتسر کے انسپکٹر کا اعلان بھی جلد کیا جائیگا انسپکٹر صاحبان کو تعارفی خطوط دے دیئے گئے ہیں۔ اور ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہر تین دن کے بعد اپنی کارگزاری کی مفصل رپورٹ مرکزی لیگ میں بھیجا کریں۔ یہ ایک نہایت اہم ذمہ داری ہے۔ جس کو انسپکٹر صاحبان اسی صورت میں پورا کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہر حلقہ کے مقامی احباب ان کے ساتھ تعاون کریں۔ اور ان کو اپنی ڈیوٹی کو پورا کرنے کے لئے بہتر سے بہتر ذرائع مہیا کر کے دیں۔ گویا اصل میں یہ ذمہ داری تمام تر مقامی احباب پر ہی عائد ہوتی ہے۔

خاکسار قریشی محمد صادق شبنم بی۔ اے سکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۶ ستمبر ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	ضلع	نمبر	نام	ضلع
۱	عبد الواحد صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخان	۱۲	مرزا حاکم علی صاحب	ضلع گجرات
۲	عبد اللطیف صاحب	ضلع سیالکوٹ	۱۳	رحیم بی بی صاحبہ	ضلع منٹگمری
۳	امیر بیگم صاحبہ	"	۱۴	زینب بی بی صاحبہ	"
۴	چودہری رحمت علی صاحب	"	۱۵	فاطمہ بی بی صاحبہ	"
۵	چودہری محمد شفیع صاحب	"	۱۶	محمد الدین صاحب	ضلع گجرات
۶	چودہری عطاء اللہ صاحب	"	۱۷	دھالہ صاحب	"
۷	اہلیہ " " "	"	۱۸	عائشہ بی بی صاحبہ	ضلع لائلپور
۸	اہلیہ چودہری غلام قادر صاحب	"	۱۹	محمد علی صاحب	ضلع ہوشیارپور
۹	سید احمد صاحب	ضلع راولپنڈی	۲۰	محمد بخش صاحب	"
۱۰	عنایت اللہ صاحب	ضلع لائلپور	۲۱	دین محمد صاحب	"
۱۱	راجہ علم دین صاحب	ضلع گجرات			

درخواست ہائے دعا

(۱) برادرم فتح محمد خانصاحب سکرٹری مال جماعت احمدیہ بالاکوٹ چار ماہ سے بیمار ہو کر مانسہرہ میں زیر علاج ہیں۔ اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار حکیم عبد الواحد زبدۃ الحکماء (۲) میری اہلیہ سخت بیمار ہیں۔ احمدی بھائی اور بہنیں ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ نیز میرے لئے بھی دعا کی جائے کیونکہ احمدیت کی وجہ سے میری سخت مخالفت کی جا رہی ہے۔ خاکسار راجہ بہادر خاں ریلوے ہسپتال لائلپور (۳) میں ان دنوں بعض غیر احمدی شرکا کی شرارت سے سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہوں۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے ان کی شرارت سے بچائے۔ خاکسار شیخ الدین احمد پٹوا کھالی بنگال (۴) میری والدہ صاحبہ بعارضہ ورم ڈاڑھ سخت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار رشیدہ دختر بابو شریعت احمد صاحب سٹیشن ماسٹر مالیر کوٹلہ۔ (۵) احباب اس عاجز کے ماموں مولوی وراثت علی صاحب کے واسطے درد دل سے دعا فرمائیں ان کا اکلوتا لڑکا فوت ہو جانے پر ان کو سخت تکلیف تھی۔ کہ اس کے بعد ان کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہو گئیں جس سے ان کی پریشانی اور بھی بڑھ گئی ہے دونوں کے واسطے احباب دعا فرمائیں۔ نیز اس عاجز اور اس کے متعلقین کے لئے بھی۔ خاکسار فضل الرحمٰن خوردہ (۶) ملک غلام حسین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خادموں میں سے ہیں۔ ماہ گذشتہ سے بیمار ہیں۔ پانچ روز سے تکلیف بہت بڑھ گئی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

خاکسار عبد الواحد قادیان

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا اتہام سراسر غلط الزام

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم — یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

انتہائی ظلم

انگریزی خواں معترض نے ایک اعتراض یہ دہرایا ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دی ہے۔ اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات پیش کی ہیں۔ قبل اس کے کہ ان تحریروں کی تشریح کی جائے۔ یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برابری یا افضلیت کا دعوےٰ منسوب کرنا انتہا درجہ کا ظلم اور تعدی ہے۔ کیونکہ احمدیت کے متعلق معمولی واقفیت رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی بنیاد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور پیروی پر ہے اور آپ کی سینکڑوں ایسی تحریرات موجود ہیں۔ جن میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان سے افضل قرار دیا۔ اور اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں شمار کیا۔ نمونہ کے طور پر چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ہر سلیم الفطرت انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ آپ کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برابری یا افضلیت کا دعوےٰ منسوب کرنا صریح اتہام طرازی۔ اور افترا پردازی ہے۔

افضل الرسل اور خاتم الانبیاء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۸۵ میں فرماتے ہیں:۔

"ہم اعتقاد رکھتے ہیں اس امر پر کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسولوں سے بہتر اور افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ان تمام مقدسوں سے جو گزر چکے ہیں۔ یا آئندہ قیامت تک ہوں گے۔ افضل ہیں"

تمام انسانوں سے اکمل وارفع

اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۰ تا صفحہ ۱۶۴ میں فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلےٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی کامل انسان کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ آفتاب میں نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں نہیں تھا۔ وہ لعل و یاقوت۔ اور زمرد۔ اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلےٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولےٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ .... یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید و مولیٰ نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود خدائے تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین..... جس حالت میں اللہ جلشانہٗ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اول المسلمین رکھتا ہے۔ اور مطیعوں اور فرمانبرداروں کا سردار ٹھہراتا ہے اور سب سے پہلے امانت کو واپس کر دینے والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیتا ہے۔ تو پھر کیا بعد اس کے کسی قرآن کریم کے ماننے والے کو گنجائش ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کسی طرح کی جرح کر سکے۔ خدا تعالےٰ نے آیۃ موصوفہ بالا میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلےٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سبحان اللہ ما اعظم شانک یا رسول اللہ ؎

موسےٰ و عیسےٰ ہمہ خیل تو اند
جملہ دریں راہ طفیل تو اند"

سب کاملین سے اکمل

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۳ میں فرماتے ہیں:۔

"انسان کامل جو سب کاملین سے اکمل اور مظہر اتم مراتب الوہیت۔ اور حقیقی طور پر درجہ سوم قرب سے ممتاز ہے۔ اور وہ درحقیقت تمام بنی آدم میں سے ایک ہی ہے۔ جو سیدنا ومولانا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور باقی سب رسل وغیر رسل اس سے مراتب میں کم ہیں۔ ہاں بعض طبائع ظلی طور پر حسب اندازہ دائرہ استعداد اس کے کمالوں کو پاتے ہیں۔ مگر حقیقی اور اتم اور اکمل واشد واجلی واصفی وارفع واعلےٰ طور پر کمال مرتبہ ثالث اسی کو حاصل ہے"

وہ اعلےٰ مقام جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی ممکن نہیں

کتاب توضیح مرام صفحہ ۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں

"اگر اس جگہ یہ استفسار ہو۔ کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور مسیح کے لئے مسلم ہے۔ تو پھر جناب سیدنا ومولانا سید الکل وافضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے۔ سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلےٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے۔ جو اس کی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے"

شان احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم
آں مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتنے گر دیدمے طبعے دریں راہ سلیم
در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

ہر فضیلت رسول کریمؐ کو دی گئی

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵ و صفحہ ۱۱۶ میں فرماتے ہیں۔

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے۔ ہزار ہزار درود اور سلام اس پر۔ یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کی انتہا معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا کہ حق شناخت کا ہے۔ اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی۔ وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ کی محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اسی لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا۔ اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی۔ اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں۔ اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے۔ اگر اس بات کا اقرار نہ کریں۔ کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی۔ اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب صداقت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں۔ جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں"

ناظرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محولہ بالا تحریرات کو پڑھیں۔ جو بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ان کے لفظ لفظ میں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والہانہ محبت انتہائی عشق۔ کامل ادب و تعظیم اور عظمت و تقدس کے اظہار کا پیدا کنارہ سمندر موجیں مارتا نظر آتا ہے۔ کیا عقل وانصاف سے کچھ بھی علاقہ رکھنے والوں میں سے کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا اور سردار اپنا سید و مولا اور ہادی بتائے۔ اور سید المرسلین خاتم الانبیاء اور تجلیات الٰہیہ کا مظہر اتم لکھے۔ اول المسلمین اور دنیا کی ابتداء سے آخر تک سب سے افضل سب سے برتر اور اعلےٰ درجہ کا فنا فی اللہ قرار دے۔ اسکے متعلق یہ تو ہم بھی

تحریک جدید کے ماتحت تبلیغ احمدیت

۱۶ اگست تا ۳۱ اگست کی مختصر رپورٹ

تبلیغ بذریعہ مجاہدین

حسب سابقہ چار مرکزوں میں تبلیغی کام جاری ہے۔ جن مجاہدین نے ۳۱ اگست ۳۵ء تک وقف رخصت کے سلسلہ میں کام تسلی بخش کیا ہے۔ ان کے لئے تحریرات خوشنودی تیار کی جا رہی ہیں۔ انشاء اللہ تعالے عنقریب بعد از دستخط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کی خدمت میں روانہ کر دی جائیں گی۔

ایام زیر رپورٹ میں ۷۰ مجاہدین نے باقاعدہ تبلیغ کا کام اپنے اپنے مرکزوں میں کیا۔ اور ۶۶ مجاہدین نے متفرق طور پر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں تبلیغ کی۔ گویا ۱۳۶ مجاہدین مصروف تبلیغ رہے۔ اور باقاعدہ اپنی ہفتہ وار رپورٹیں دفتر ہذا میں روانہ کرتے رہے ؛

تبلیغی ٹریکٹ

زلزلہ کوئٹہ کے متعلق انگریزی ٹریکٹ نہایت عمدہ چھپ چکا ہے۔ عنقریب جماعتوں کو حسب معمول روانہ کیا جائے گا۔ جن احباب کو مزید ٹریکٹ کی ضرورت ہو۔ وہ دفتر تحریک جدید سے بحساب ۲ پائی فی ٹریکٹ یا چار روپے سینکڑہ قیمت ادا کر کے یا وعدہ فرما کر طلب کر سکتے ہیں۔ اس ٹریکٹ کے سرورق پر کوئٹہ کے ایک عبرتناک منظر کا بلاک بھی ہے ؛

جنوبی ہند کا تبلیغی وفد

جنوبی ہند کا تبلیغی وفد ترچنا پلی۔ بنگلور۔ سورت۔ بڑودہ۔ احمد آباد۔ اجمیر۔ جے پور وغیرہ مقامات سے ہوتا ہوا بخیریت تمام قادیان پہنچ گیا ہے۔ اس وفد نے نہایت احسن طریق پر تبلیغ احمدیت کا حق ادا کیا۔ اور لٹریچر تقسیم کیا۔ حالات بہت امید افزا ہیں۔

دینی تعلیم کی درسگاہیں

درسگاہوں میں دینی تعلیم مستقل وقف کنندگان زندگی کے ذریعہ بدستور جاری ہے۔ اور مخلوق خدا اپنی استطاعت کے مطابق فیض حاصل کر رہی ہے ؛

تبلیغ بیرون ہند

پانچ مبلغین وقف کنندگان زندگی بیرونی ممالک میں مصروف تبلیغ ہیں۔ جن کی رپورٹیں درج اخبار ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ گیارہ مبلغین وقف کنندگان زندگی جو بیرونی ممالک میں جانے والے ہیں۔ مرکز میں بعجلت تمام اپنی تعلیم مکمل کرنے میں منہمک ہیں۔

تبلیغی سروے

چار اضلاع میں سروے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پانچویں ضلع کی دو تحصیلوں کا کام مکمل ہو کر باقی تین تحصیلوں میں زور وشور سے جاری ہے۔ بارش بھی گو دوران کام میں تیزی سے ہوئی۔ تاہم احباب منہمک رہے۔ اس ضمن میں تبلیغی معلومات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے ؛

بورڈنگ تحریک جدید

بوجہ تعطیلات قلیل تعداد طلباء کی بورڈنگ میں موجود ہے۔ جس کی نگرانی و تربیت حسب دستور جاری ہے۔ رخصت کے ایام چونکہ قریب الاختتام ہیں۔ احباب اپنے بچوں کو وقت پر روانہ فرمائیں تا ایسا نہ ہو۔ کہ تاخیر کی وجہ سے بچوں کی تعلیم میں حرج واقعہ ہو۔

پروپیگنڈا

پروپیگنڈا کا کام بذریعہ دو انگریزی ایک اردو اور ایک سندھی اخبار بدستور جاری ہے۔ متلاشیان حق کے نام اندرون ہند و بیرون ہند انگریزی و عربی اخبارات کے اجرا کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور اس میں روز بروز زیادتی ہو رہی ہے

خط وکتابت

عرصہ زیر رپورٹ میں تعداد خطوط ارسال کردہ ۱۶۳ ہے۔ لوکل ۶۲ میزان ۲۲۵ ہے۔ کل خطوط جو بیرون جات سے دفتر ہذا میں وصول ہوئے۔ ان کی تعداد ۱۴۲ ہے ؛

انچارج تحریک جدید قادیان

مسلمان "بے اصول" اور احرار "با اصول"

روزنامہ "انقلاب" ۳ ستمبر نے مسلمانوں کے "بے اصول" اور احرار کے "با اصول" ہونے کے متعلق حسب ذیل دلچسپ تبصرہ کیا ہے ؛

مسلمان بہت ہی "بے اصول" واقع ہوئے ہیں کل تک جن احرار رہنماؤں کو امیر الاحرار، امیر شریعت۔ فدائے ملت۔ مجاہد اسلام کہتے تھے آج انہی کو گالیاں دے رہے ہیں، اور برملا کہتے ہیں۔ کہ احرار اکالیوں سے روپیہ کھا گئے احرار سرکار کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ احرار وزارتوں پر جان دے رہے ہیں۔

احرار بہت ہی "با اصول" واقع ہوئے ہیں کل تک شیخ خالد لطیف گابا کو دنیا جہان کی خوبیوں۔ دیانتداریوں اور حق پرستیوں کا پیکر قرار دیتے تھے۔ اور آج محض اتنی سی بات پر کہ گابا صاحب کو احرار سے ذرا سا اختلاف ہو گیا ہے۔ انہیں ضمیر فروش قرار دے رہے ہیں۔ اور "شرومنی مجلس احرار" کی مجلس عاملہ ایک قرارداد منظور فرما رہی ہے۔ کہ

ہمیں یہ معلوم کر کے دلی صدمہ ہوا ہے کہ گابا صاحب شدید مصائب میں مبتلا ہیں اگر مجلس احرار اسلام کے خلاف ان کا بیان ان کی مشکلات کا بار کم کر سکے۔ تو ہمیں بے انتہا مسرت ہوگی۔ اگر مجلس احرار سے کامل قطع تعلق مصائب کا خاتمہ کر سکے۔ تو مجلس اس اقدام پر بھی مبارکباد دے گی

یعنی دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ گابا صاحب دراصل تو احرار ہی کے ہمخیال ہیں۔ لیکن بعض ذاتی اغراض کی وجہ سے ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان کو کسی نے یقین دلا دیا ہے۔ کہ اگر تم احراریوں کو دو چار ٹیڑھیاں سنا دو تو ہم تمہاری ذاتی مشکلات میں تمہاری مدد کریں گے۔ سبحان اللہ

کیا مجلس احرار انتخابات میں ایسے ہی "ضمیر فروشوں" کی حمایت کیا کرتی ہے؟ کیا آئندہ انتخابات میں بھی وہ ایسے ہی لوگوں کی تائید کرے گی۔ جو ذاتی اغراض کے لئے اپنی رائے بدلنے میں تامل نہیں کرتے۔؟

کیا "ذاتی اغراض کے لئے رائے بدل لینا" اسی کو تو نہیں کہتے۔ کہ عمر بھر قانون شکنی میں بسر کی جائے۔ اور جب کونسلوں اور وزارتوں کا سبز باغ سامنے نظر آئے۔ تو قانون اور عدالتوں کے فیصلوں کا آیت و حدیث کی طرح احترام کیا جائے؟

اگر شیخ گابا نے بھی اپنے بعض شدید مصائب کو دور کرنے کے لئے مجلس احرار سے اختلاف ظاہر کیا ہے۔ تو چہ

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

بہرکیف "ہمیں یہ معلوم کر کے دلی صدمہ ہوا ہے۔ کہ مجلس احرار اسلام کو آئندہ انتخابات کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر مسجد شہید گنج کے معاملے میں مسلمانوں سے علیحدگی ان کے لئے مالی اعتبار سے مفید ثابت ہو سکے۔ تو ہمیں بے انتہا مسرت ہوگی۔ اور اگر عام مسلمانوں سے کامل قطع تعلق ان کے مصائب کا خاتمہ کر سکے۔ تو ہم اس اقدام پر بھی انہیں مبارکباد کہیں گے"!

تبلیغی ٹریکٹ نمبر ۱۶ موسومہ

آیت خاتم النبیین کی صحیح تفسیر

دفتر ہذا سے ۱۲-۸-۳۵ سے ۲۵-۸-۳۵ تک بیرونی جماعتوں کو بذریعہ ڈاک یا ریلوے پارسل بھجوا دیا گیا تھا۔ لیکن بعض جماعتوں کے متعلق اطلاع ملی ہے۔ کہ انہیں تا حال نہیں ملا۔ جن جن جماعتوں کو نہ ملا ہو۔ مہربانی کر کے اطلاع دیں ؛

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

جس قدر جلد اسلامی سوسائٹیاں احرار کے وجود سے پاک ہوجائیں اتنا ہی اچھا ہے

معاصر حق لکھنؤ (۲۷ ر اگست) لکھتا ہے۔

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری جمعیت احرار کے نہایت سرگرم اور دریدہ دہن رکن ہیں۔ لکھنؤ میں متعدد مرتبہ تشریف لا چکے ہیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو گرما چکے ہیں۔ چونکہ اس شہر کو آپ اپنی جماعت کا مرکز بنانے والے ہیں اس وجہ سے یہ دردسری اور زحمت آپ علی التواتر برداشت کر رہے ہیں۔ خیر خدا مبارک کرے بخاری صاحب کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ "حق" کو ان سے یا ان کی جماعت سے کوئی پرخاش نہیں۔ لیکن بہ حیثیت ایک اخبار نویس کے ہمارا فرض ہے کہ ہر اس جماعت یا فرد قوم کی کہ جس کا ادعا قومی تنظیم ہو اور مطمح نظر قومی مفاد غلطیوں اور کمزوریوں سے اس کو اور نیز قوم کو آگاہ کرتے رہیں کیوں؟ تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکے اور کسی مہلک غلطی کی مرتکب نہ ہو۔

خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت بڑے شخص تھے۔ آپ کے دبدبہ و وقار سے سلاطین وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔ مگر کیا مجال تھی کہ ذاتی یا ملکی معاملات میں ذرہ برابر بھی شائبہ خودی آ جائے۔ مسجد نبوی میں آپ تقریر فرمائیں اور ایک بڑھیا آپ کو ٹوک دے۔ اور اس کو آپ مطمئن فرما کر پھر خطبہ شروع فرمائیں یا آپ حاضرین سے یہ سوال فرمائیں کہ اگر میں احکام خداوندی و سنت نبوی کے خلاف کوئی فعل کروں تو تم میرا اتباع کروگے۔ تو اس کا جواب بھرے مجمع میں آپ کو یہ ملے۔ کہ اے عمرؓ! اگر تم ایسا کروگے تو ہم تمہارے بل تکلہ کی طرح نکال دیں گے۔

یہ وہ تاریخی واقعات ہیں کہ جن سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ غنی۔ ایک وہ قرن اولیٰ کے مسلمان تھے کہ جن کی تعریف و توصیف میں ہم رطب اللسان ہیں مگر ان کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کرنا کسر شان سمجھتے ہیں۔ احراری مسلمان ہیں۔ مدعی اس کے ہیں کہ قومی و مذہبی ہمدردی ہیں اگر جان تک کام آئے گی تو دے دینگے مگر جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ پھر اگر فروگذاشتیں یاد دلائیے اور محاسبہ افعال کیجئے تو اپنی اصلاح اور شرمندگی کے بجائے گالیاں دیں گے۔ "حق" نے صرف احراریوں کے کارنامے اپنے مضامین میں دکھلائے تھے۔ مسجد شہید گنج کی شہادت کے سلسلہ میں ان کی غفلت و جمود و بے حسی اور لاپروائی پر انہیں متنبہ کیا تھا۔ بخاری صاحب کو اس تلخی کی تاب کہاں جامہ سے باہر ہو گئے اور ۲۳ر اگست کی شب کو امام خانساماں میں مسلمانوں کا جو عظیم الشان جلسہ شعبہ تبلیغ انجمن احرار کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے اپنے حاضرین کی سامعہ نوازی ایسی تقریر دلپذیر اور ایسے ارشادات عالی سے فرمائی کہ تہذیب و متانت شرم و شائستگی ہر ایک کو سرنگوں کر دیا۔ سننے والے کان سن رہے تھے کہ مولانا سے محترم نیابت رسول صلعم کے مدعی ہونے کے باوجود اپنی زبان مبارک کو ایک مسلمان اخبار اور ایک مسلمان اخبار نویس کے خلاف کس آزادی۔ کس جسارت اور کس دریدہ دہنی کے ساتھ استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ نے اس تقریر عالی میں "حق" کے متعلق جو موشگافیاں فرمائیں اور جو مغلظات ارشاد فرمائیں ان کا نچوڑ یہ تھا کہ "یہ اسلامی اخبار نہیں ہے مسلمانوں کو اس اخبار کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ اور اس اخبار کے بجائے ہندو اور سکھ اخبارات کو اپنے زیر مطالعہ رکھنا چاہیئے"

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آپ کے ان ارشادات سے ڈر کر ہم اپنے فرائض اگر بھول جائیں تو پھر اخبار نویسی کا ہے کے۔ ہم پھر کہیں گے اور بہت زور سے کہیں گے کہ اگر آپ کا طرۂ امتیاز محض قادیانیوں سے جوتی پیزار ہے۔ قومی تنظیم نہیں۔ مذہبی حفاظت نہیں۔ دشمنان اسلام سے محاسبہ نہیں۔ نگہداشت مساجد نہیں۔ اور اگر آپ کے دل میں یتیموں اور بیواؤں کا درد نہیں۔ فی سبیل اللہ جان دینے والوں کی حرمت نہیں تو جس قدر جلد آپ اور آپ کی جماعت کے وجود سے اسلامی سوسائٹیاں طول و عرض ہند میں پاک ہو جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔ غضب خدا کا ہر چہار طرف سے مسلمانان ہند مخالفین کے زد میں ہوں۔ اور آپ کے کان پر جوں تک نہ رینگے۔ آپ جاگیں تو اور سوئیں تو قادیانیوں کا ہوا آپ کے پیش نظر ہو مسلمانوں میں کتنے ہی ملحد ہیں۔ کتنے ہی رسول مقبول صلعم کو اپنا سا ایک انسان سمجھتے ہیں۔ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کے قائل نہیں ویسے ہی ایک قادیانی بھی ہیں۔ وہ بھی گمراہ یہ بھی گم کردہ راہ کافر کہیئے اکفر کہیئے۔ سب بجا و درست ہے۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش۔ لیکن آپ محتسب نہیں۔ خدائی فوجدار نہیں۔ جہاد آپ نہیں کر سکتے۔ اور نہ آپ مختلف الخیال فرقہائے اسلامی کو ایک کر سکتے ہیں۔ پھر یہ دردسری کیوں اور اگر دردسری ہی منظور ہے تو شرافت و تہذیب کے ساتھ کیوں نہیں ان خفیف خطرات کو نظر انداز کیجئے کہ جن کو آپ ہر وقت دور کر دینے پر قادر ہو سکتے ہیں۔ بڑے خطرات کے مقابلہ کے لئے کہ جو آپ کی قومی زندگی کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینکنے والا ہے۔ اپنی تنظیم کیجئے۔ اگر آپ یہ نہیں کرتے تو کچھ نہ کیجئے۔ مسلمانوں کا خدا مالک ہے۔ بخاری صاحب یہ یاد رکھئے کہ ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد

کسے کو پف زند ریشش بسوزد

"تو اچھا۔ اور اگر زندہ رہ گئے تو مفتی صاحب کو کم سے کم پاپائے اعظم کی طرح منصب فتویٰ اور مشورہ دینے کا عہدہ تو مل جائیگا۔ (سیاست ۲ر ستمبر)

مجلس احرار اور جمعیۃ العلماء

احرار پنجاب نے سادہ لوحان پنجاب کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر یہ ارادہ کیا تھا کہ ہندوستان کے شریف اور سادہ لوحوں کو ہموار کیا جائے۔ مگر یہاں خال خال کہیں کہیں جمعیت علماء کا روڑا سامنے آتا رہا۔ اس لئے احرار کے حوصلے بڑھ گئے اور جمعیت العلماء کو بھی مٹانے کا مکمل انتظام کیا گیا۔ چنانچہ سہارنپور کے بیوقوفوں نے احرار کو خوب ہی لبیک کہی اور صرف سہارنپور سے ہی کئی ہزار کا چندہ احرار کے دوزخ شکم میں ڈالا گیا۔ جس زمانے میں احرار کا ظاہری اتفاق جمعیت العلماء دہلی کے ساتھ تھا۔ اس زمانے میں تین جمعیتی شہرت پسند مولویوں کو احرار نے اپنا وظیفہ خوار ایجنٹ بنایا تھا۔ جن میں سے ایک منظور سنبھلی ہے جو بریلی سے ایک خاص سکیم کے ماتحت الفرقان نکال رہا ہے اور جی کھول کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا خود ساختہ وکیل بن کر ان کو بدنام کرنا اور فحش فحش گالیاں ان کو بدعتیوں کی جنگ کی آڑ میں دیتا رہتا ہے۔ دوسرا ابو الوفا شاہجہانپوری ہے جس کو لکھنؤ کے اسلامی اداروں کا تباہ کرنا سپرد کیا گیا ہے اور وہ اس میں ایک حد تک کامیاب ہو گیا ہے چنانچہ احراری شعبہ تبلیغ لکھنؤ میں قائم کیا گیا ہے۔ تیسرا ایجنٹ یو۔ پی کے لئے اسمٰعیل سنبھلی تھا۔ لیکن نامعلوم کن مصالح کے بنا پر وہ اور اس کی جماعت احراریوں سے جمعیت العلماء ہی کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جمعیۃ العلماء ہند والے احراری شریروں سے سخت بیزار ہیں۔ لیکن مولوی کفایت اللہ صاحب اپنی ذاتی بزدلی کی وجہ سے ڈرتے ہیں۔ کہ اگر کھلم کھلا احراریوں کی مخالفت کریں۔ تو عطاء اللہ احراری کہیں اس کو کھا نہ جائیں۔ اس لئے یہ ترکیب اختیار کی گئی ہے کہ احراریوں کو آہستہ آہستہ فنا کر دیا جائے تاکہ فنا ہو گئے تو

عورت ــــ اور ــــ یورپ

(از محمد حسین صاحب بی۔ کام)

مغربی تمدن اور مسلمان

اہل مغرب اسلامی تمدن کے مفروضہ نقائص پر خندہ زن ہوتے ہیں۔ اور ان کا یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ کہ وہ تمدنی لائحہ عمل جو عرب جیسے غیر مہذب ملک میں تیار ہوا۔ اور وہ بھی اس وقت جبکہ جہالت ہر سو محیط تھی۔ بیسویں صدی کے مہذب اور علوم و فنون کے مرکز یورپ کے لئے کیونکر لائق اعتناء ہو سکتا ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جیسے یورپ کو سیاسی اور اقتصادی غلبہ حاصل ہے۔ ایسے ہی تمدن میں بھی یہ ساکنانِ ارض کے لئے خضرِ راہ ہے مگر یہ وہ دعوےٰ ہے جسے حقائق سے دُور کی بھی نسبت نہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایشیائی محکوم اقوام بلکہ وہ بھی جو گو یورپ کے زیر نگیں نہیں۔ یورپ کے اثر و نفوذ سے مغربی تمدن کی شیدائی ہو رہی ہیں۔ لیکن یہ اس بات کا کوئی قطعی ثبوت نہیں۔ کہ یورپ کا تمدن اعلےٰ اور ارفع ہے اس اندھا دھند تقلید سے اگر کچھ ثابت ہوتا۔ تو یہ کہ محکوم یا پس ماندہ اقوام حاکم اور طاقتور اقوام کے اثر کو جلد قبول کر لیتی ہیں۔ اگر نام نہاد مسلمان بھی یورپ کے نظر فریب تمدن میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تو اس سے اسلامی تمدن کی شوکت اور وقعت کی نفی نہیں ہوتی۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے دل اسلامی تعلیمات کی رُوح سے عاری ہو چکے ہیں

یورپ کا ادعا

یورپ کو اس بات پر ناز رہا ہے۔ کہ اس نے مظلوم عورت کی عزت اور وقار کو دنیا میں قائم کیا۔ اس کو رسومات اور توہمات کی قیود و سلاسل سے آزاد کر کے آزادی کی فضاء میں پہنچنے کا موقعہ دیا۔ وہ قوتِ عمل کا دریا جو گھر کی چار دیواری میں محدود و محصور تھا۔ اس کو رواں کر کے انسانی کشتِ حیات کو سیراب کیا۔

خداوندانِ یورپ اسلام کی طرف انگشتِ حقارت بڑھا کر کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے پردے کی تعلیم دے کر بنی نوع انسان کے ایک طبقے کو بے کار اور کاہل بنا دیا۔ اور اس طرح دُنیا کو عورت کے تعاون سے محروم کر دیا۔ پھر عورت کو بچہ کشی کا آلہ بنا کر اس کو غلامانہ زندگی کی نذر کر دیا۔ برخلاف اس کے یورپ نے عورت کو مساوی سطح پر کھڑا کر کے مرد کے دوش بدوش گامزن ہونے کا موقعہ دیا۔ مس ایمی جانسن (حال مسز مالیسن) کی معرکۃ الآرا ہوائی پرواز۔ اٹلی کی خاتون کا نوبل پرائز لینا اور اسی طرح دماغی اور جسمانی قوت کے مظاہرے اسی جنسی مساوات کا نتیجہ ہیں

غرض یورپ کو عورت کی آزادی پر بڑا ناز ہے۔ اور اس کو کامیابی کی کلید تصور کرتا ہے۔ چونکہ اس کے نتائج منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ اس لئے موقعہ ہے۔ کہ جائزہ لیا جائے۔ عورت کی آزادی سے یورپ کو کن فوائد سے بہرہ اندوز کیا ہے۔ اور کیا نقصانات پہونچائے۔

بے حیا آزادئ نسواں کے نقصانات

یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے۔ کہ انسانی زندگی کا آرام و آسائش کا حصہ وہ ہے۔ جو اس کو گھر میں نصیب ہوتا ہے۔ متاہل زندگی کی حرمت کو سب مذاہب نے تسلیم کیا ہے۔ اور انسانی فطرت کا بھی یہ تقاضا ہے۔ کہ کسی نہ کسی وقت دنیا کے بکھیڑوں سے اسے نجات حاصل ہو۔ اور کسی مامن میں اپنی کوفت دُور کر سکے۔ یہ امن کی جگہ یہ کنج عافیت گھر ہی ہو سکتا ہے۔ جہاں وہ اہلی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ لیکن یورپ کی تمدن کی ایک "بڑی برکت" یہ ہے۔ کہ متاہل زندگی کا آرام جنسی مساوات کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ بے غیرتی نے شرم کے احساس کو مٹا ڈالا ہے۔ ازدواجی تعلقات میں حیا سوز لچک پیدا ہو گئی ہے ہر نوع کی سیاہ کاریاں آزادی کے رنگین پردے میں غیر فطری مساوات کے منحوس نام پر ہو رہی ہیں۔ توالد و تناسل جو انسانی حیات کا جزوِ لاینفک ہے۔ اس کو خلافِ تہذیب فعل قرار دیا جاتا ہے۔ جو لوگ یورپ کے اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور طلاق کی عدالتوں کی سنسنی خیز روئدادیں پڑھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ آزادی کے پردے میں کیسے کیسے افعال کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ پھر اس آزادئ نسواں کے نقصانات کی گہرائی اخلاقی اور معاشرتی معاملات تک محدود ہی نہیں۔ بلکہ اس نے سیاسی اور اقتصادی حالات کو بھی جانکاہ صدمہ پہونچایا ہے۔ اس غیر فطری آزادی نے جسے یورپ اپنا طغرائے امتیاز سمجھتا ہے۔ عورت میں وہ تمرد پیدا کر دیا ہے۔ کہ وہ کسی جارحانہ کارروائی سے نہیں چوکتی۔ اور وہ ان حلقوں میں اقدام کر رہی ہے۔ جو مردوں کے لئے ہی مختص تھے۔ اور یہ صرف اس واسطے کہ مردوں کے وقار کو دھکا لگے۔ اور وہ نسوانی رفعت و علو کے قائل ہو کر طوقِ غلامی کو زیبِ گلو کر لیں۔ ان "حریت زدہ" عورتوں نے مردوں کے حقوق پر دست تطاول دراز کر کے بے کاری کے مسئلہ کو سنگین بنا دیا ہے۔ اور اپنی ہوسناکیوں کا میدان صاف رکھنے کے لئے بچہ جننا ایک فعلِ عبث قرار دے کر ملک کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔ "منع حمل" اور "ضبط تولید" کے آلات کے استعمال سے انہوں نے جو فطرت کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا۔ اس سے نہ صرف اخلاقی رذالت کا بازار گرم ہو گیا۔ بلکہ ملک کی آبادی رو بہ انحطاط ہے اور اگر یہی لیل و نہار رہے۔ تو اہلِ نظر کو خدشہ ہے۔ کہ یورپ کی اقوام ایک عرصہ کے بعد مٹ جائیں گی۔

یورپ کا اعتراف

ایک طویل تلخ تجربے کے بعد یورپ اب چند سال سے اس نتیجے پر پہونچا ہے۔ کہ اس کے دو اہم اور صبر آزما مسائل یعنی بے کاری اور نسلی انحطاط آزادئ نسواں کے تلخ ثمرات ہیں۔ اور پیشتر اس کے کہ کوئی اقتصادی احیاء کا پروگرام نتیجہ خیز ہو۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اس بڑھتی ہوئی آزادی کو روکا جائے اور عورت کے سپرد وہی کام کیا جائے۔ جو اس کے لئے موزوں ہے۔ اس حقیقت کے انکشاف کے بعد جرمنی اور اٹلی نے عملی قدم اٹھائے ہیں۔

جرمنی میں ہٹلر کی انقلاب انگیز اصلاحات میں نمایاں درجہ ان قوانین کو حاصل ہے۔ جن کے ذریعہ اس نے عورت کی بڑھتی ہوئی آزادی کو روکا ہے۔ اس نے پہلے پہل ترغیب و تحریص یعنی وظائف کا لالچ دیکر عورتوں کو متاہل زندگی کی طرف راغب کیا۔ اب اس نے اپنے قوانین کا نفاذ ترہیب و تخویف سے شروع کر دیا ہے۔ اور اس کے خوشگوار نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ ملک کے اقتصادی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ملک کی بیکاری میں ایک معقول کمی ہو گئی ہے۔

آسمانی اور انسانی تعلیمات میں فرق

انسانی اور آسمانی تعلیمات میں بھی فرق ہوتا ہے۔ انسان کوتاہ اندیش ہے۔ اس واسطے اس کے بنائے ہوئے تمدن انسانی ضروریات کے کفیل نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے ہنگامی طور پر کوئی خوشکن تغیر پیدا کر دیں۔ مگر حالاتِ زمانہ سے ان کی کمزوری آشکار ہو جاتی ہے۔ برعکس اس کے صانع فطرت کے قوانین ابدالآباد تک قابلِ عمل اور نفع بخش رہتے ہیں۔ لا تبدیل لسنۃ اللہ تحویلا۔ کا اشارہ اسی طرف ہے۔ خدائی قوانین انسانی فطرت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اور انسانی افعال و اعمال کے زیر و بم پر حاوی۔ ان میں وہ اسرار و رموز مضمر ہوتے ہیں۔ جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو کسی تجدید یا قطع و برید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دنیا کی ہر نئی سے نئی ضرورت کا حل وہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ہاں صرف اتنی ضرورت ہوتی ہے کہ چشم بصیرت ہو۔ جو ان کے اسرار و خواص کو دیکھ سکے۔

افزائش نسل کی فکر

دوسرا طنز آمیز اعتراض جو یورپین ارباب علم کی طرف سے کیا جاتا۔ وہ یہ تھا۔ کہ عورتوں کی حیثیت بچہ کشی کے آلہ سے زیادہ نہیں اب نسلی تنزل کے خدشے نے ان کو سراسیمہ کر رکھا ہے۔ اور وہ افزائش نسل کے لئے طریقے سوچ رہے ہیں۔ اٹلی نے ان عورتوں کے لئے وظائف جاری کئے ہیں۔ جن کی اولاد زیادہ ہو۔ بڑی بڑی نمائشوں میں ان کو انعام ملتے ہیں۔ یہ طرز عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ یورپ نے اسلامی تعلیم کی برتری کو مان لیا ہے۔

فرانس میں عورتوں کی شورش

یورپ میں فرانس ہی ایک ایسا ملک ہے۔ جس میں قدیم جمہوری نظام کے باوجود عورتوں کو وہ سیاسی اقتدار اور غلبہ نصیب نہیں۔ جو

دوسرے ممالک میں حاصل ہے

دوسرے ممالک کی دیکھا دیکھی فرانس نے بھی حال میں ایک قدم اٹھایا۔ اور عورتوں کو شہری حقوق تفویض کر کے میونسپل مجالس میں حق نیابت دیا۔ فرانس کے ارباب حل وعقد کا خیال تھا۔ کہ یہ عورتوں کی سیاسی تشنہ لبی کا مداوا ثابت ہوگا۔ اور وہ اس پر مطمئن ہو جائیں گی گر یہ ایک خواب تھا جو شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا عورتوں کا دامن حرص اور پھیلا۔ اور انہوں نے ھل من مزید کا نعرہ بلند کیا۔ جب انہوں نے اس کو صدا بصحرا پایا۔ تو اپنی بے اطمینانی کا عجب خیز مظاہرہ کیا۔ ایک دن صبح کو اچانک عورتوں کا ایک طویل جلوس بسٹیل (جو پہلے زمانے میں قید خانہ تھا) میں دکھائی پڑا۔ عورتوں کی ہیئت کذائی اور بھی زیادہ حیرت انگیز تھی تمام ممبران جلوس کی گردنوں ہاتھوں اور پاؤں میں آہنی زنجیریں تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ تو گرفتار قیدیوں کا گروہ سزا پانے کے بعد قید خانے کی طرف جا رہا ہے۔ تماشائی ششدر تھے اور نہ جانتے تھے کہ کیا ہونے والا ہے۔ پولیس (جن میں فرانس کی پہلی دو سپاہی عورتیں بھی تھیں) جلوس کے ہمراہ ہو لی۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ یہ جلوس امن شکنی کا مرتکب ہو۔ بسٹیل کی سیڑھیوں پر چڑھ کر جلوس کے ایک لیڈر نے دھواں دار تقریر کی اور تقریر کے دوران میں آزاد ہونے کا حکم دیا۔ جس پر سب جلوس والیوں نے اپنی زنجیریں کاٹ ڈالیں۔ یہ اس بات کا اظہار تھا۔ کہ اگر حکومت نے عورتوں کو مزید حقوق تفویض نہ کئے تو طبقہ نسواں آزادی کے حصول کے لئے ہر صعوبت کے لئے تیار ہے اور خود ایک دن ان قیود و حدود کو توڑ کر آزادی کی بام پر آ کھڑا ہوگا اگرچہ نقض امن کا کوئی فعل سرزد نہ ہوا۔ مگر ارباب نظم ونسق کو فکر دامن گیر ہے۔ کہ آزادی کے حصول کے لئے نسوانی جہاد کوئی خوفناک صورت نہ اختیار کر لے۔ ابھی آزادی کے ایک لقمے ہی سے عورتوں کے کام و دہن کی تواضع ہوئی تھی۔ کہ سیاسی جوع البقر کا عارضہ لاحق ہوگیا اگر ان کا مقصود ان کو مل بھی جائے۔ تو کون سی نعمت غیر مترقبہ ان کو ہاتھ آ جائے گی۔ یہی ہوگا کہ گھریلو امن سے محروم ہو جائیں گی۔ باقی یہ غلط خیال ہے۔ کہ حصول اقتدار کے بعد وہ اپنی صنف کی رستگاری کا موجب ہوں گی۔ انگلستان میں عورتوں کو حق نیابت ملے سولہ سال ہو گئے ہیں۔ مگر یہ عالم آشکار حقیقت ہے۔ کہ اس کی وجہ سے ملک کی بہبودی میں کوئی معتد بہ ترقی نہیں ہوئی بلکہ بے کاری کا مسئلہ اور شدید ہو گیا ہے۔ اور آبادی کا تنزل بدستور ہے پھر اپنی ہم جنس مخلوق کی بہتری کا مسئلہ وہ بھی عیاں بات ہے۔ کہ پارلیمنٹ کی ممبر عورتیں دوسری سیاسی پارٹیوں میں مدغم ہو کر رہ گئی ہیں۔ اب ان کے ووٹوں کا شمار بحیثیت ممبر۔ لبرل اور کنزرویٹو کے ہوتا ہے نہ کہ بحیثیت عورت۔

ہندوستان کی عورتیں

یہ ہے۔ حشر عورتوں کی سیاسی سرگرمیوں کا جن میں اب ہندوستان کی عورتیں داخل ہو رہی ہیں۔ جس غم و غصہ کا اور جن نامساعد عزائم کا انہوں نے کراچی کانفرنس میں مظاہرہ کیا۔ وہ ان کے لئے خوش آئند نہیں۔ اور اس جارحانہ اقدام عمل کا وہی انجام ہوگا جو یورپ میں ہوا۔ فطرت کی تعزیر اٹل ہے اس سے کوئی مفر نہیں۔

احرار کے خلاف ایک شریف ہندو کی آواز

ہمارا علاقہ یعنی تحصیل پسرور کا جنوبی حصہ آج تک نہایت ہی پر امن علاقہ رہا ہے۔ اور کوئی فرقہ وارانہ ناخوشگوار واقعہ کبھی رونما نہیں ہوا۔ کیونکہ یہاں اسی فی صدی آبادی احمدیوں کی ہے۔ اور علاقہ کے تمام ذی اثر آدمی احمدی ہیں جو ایسے صلح کل ہیں۔ کہ انہوں نے باوجود اپنی کثرت کے اور باوجود اپنی طاقت کے کبھی کسی کو تنگ نہیں کیا۔ نہ انہوں نے ہمیں کبھی اپنی مذہبی عبادت اور رسوم ادا کرنے سے روکا۔ اور نہ کبھی اپنے مذہبی عقائد منوانے میں جبر سے کام لیا۔ لیکن بدقسمتی سے احرار جن کا صحیح نام "اشرار" ہے۔ جب مسجد شہید گنج کے معاملہ میں لاہور سے جوتے کھا کر سینہ کوبی کرتے ہوئے پسرور براجمان ہوئے۔ تو یہاں جلسہ کرنے کی ٹھانی۔ اور انہوں نے اعلان کیا کہ "مرزائیوں کا کلی طور پر بائیکاٹ کر دو۔ اور ان کو اکیلے دیکھ کر زدوکوب کرنے میں ذرا بھی دریغ نہ کرو۔" بس پھر کیا تھا شہر پسرور کا ملحقہ علاقہ جو کہ چھوٹے چھوٹے دیہات پر مشتمل ہے۔ وہاں کے لوگ ان کے چھانسے میں آ گئے۔ اور جہاں کہیں بھی اکیلا دوکیلا احمدی انہیں ملا اس کو تنگ کرنے لگے۔ جس کا ثبوت ذیل کے چند واقعات سے مل سکتا ہے۔

(۱) ہمارے گاؤں کا ایک احمدی زمیندار سردار خاں اوکھرہانکر شہ سے گاؤں کو واپس آتے ہوئے پسرور ایک دوکان پر کھانا کھانے کی غرض سے گیا۔ جب وہ روٹی کھا چکا ہو۔ تو دوکاندار اور دوسرے ایجنٹ احرار اس سے پوچھنے لگے۔ کہ تو مرزائی تو نہیں جس کے جواب میں اس نے کہا۔ میں احمدی ہوں۔ انہوں نے کہا۔ کہ جن برتنوں میں تو نے کھانا کھایا ہے۔ اور پانی پیا ہے۔ ان کی ڈیڑھ روپیہ قیمت دے دو اور برتن اٹھا لو۔ ورنہ کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ آخر جبراً اس سے ڈیڑھ روپیہ وصول کر لیا گیا اور مٹی کے دو تین پیالے اس کے حوالے کر دیئے۔ جو اس نے شہر سے باہر نکل کر پھینک دیئے۔

(۲) ہمارے گاؤں کا ایک اور زمیندار شاہ دین پسرور جا رہا تھا۔ کہ پسرور کے قریب ایک گاؤں مل لالو کے تین چار آدمی رستہ میں گھاس کھود رہے تھے۔ اور ان کا حقہ پاس ہی پڑا تھا۔ وہ حقہ پینے کی غرض سے وہاں بیٹھ گیا۔ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ وہ احمدی ہے تو سب اس پر پل پڑے۔ چونکہ وہ جوان آدمی تھا۔ ان کے قابو سے نکل گیا۔ ورنہ خدا جانے وہ لفنگے اس سے کیا سلوک کرتے۔

(۳) ہمارے قریب ایک گاؤں مالوکے بھگت ہے۔ وہاں سے چوہدری فیض عالم صاحب احمدی نمبردار کسی کام کی غرض سے پسرور گئے۔ اور ایک دوکان سے کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے۔ تو ان سے بھی وہی سلوک کیا گیا۔ دوکاندار نے پیالے اور ٹاٹ کا ٹکڑا ان کے حوالے کیا۔ اور ان سے قیمت کا مطالبہ کیا۔ جو ادا کر دی گئی اور پیالے اور ٹاٹ کو وہیں سڑک پر پھینک دیا گیا۔

یہ اثر اس سحر بیان مقرر کی تقریر کا ہوا۔ جس کی سحر بیانی سے شرفاء بھی متاثر ہو گئے۔ اگر وہ فیصلہ اس طرح کا لکھ دیں۔ تو تجارتی کاروبار اور بھی تیز ہو جائیگا اور احمدیوں کو رنگین کر کے ہم ہندوؤں کی طرف رجوع کرے گا۔ یہ پیشور پچانے۔ میں ایک غیر جانبدار ہندو ہونے کی حیثیت سے احرار پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہم قدیم سے ہندو۔ سکھ غیر احمدی اور احمدی اس علاقہ میں محبت و آشتی سے رہتے تھے۔ لیکن تمہاری گھٹی میں ایسی نیم کی چاشنی دی گئی ہے۔ کہ تم کسی کو صلح سے رہتے ہوئے دیکھ نہیں سکتے۔ اور تم نے اپنی دناءت کا مظاہرہ کرنا پسرور میں بھی شروع کر دیا۔ تاکہ تحصیل پسرور کی آمد سے ایک مہینہ اور شملہ کی مہر دو چوٹیوں کی ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہو لیں۔ اور نیچے سے کوئی مکان ہم

ص خرید لیں۔ اگر اسی طرح تم نے ہندوؤں اور سکھوں سے فراخ دلی اور عالی حوصلگی کا سرٹیفکیٹ لے کر مسٹر افضل حق کو وزارت کے خواب دکھائے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں۔ فی الحال مسٹر افضل حق کے منہ میں وزارت کا انگوٹھہ دیدیں۔ جسے وہ چوس چوس کر وزارت کی تشنگی بجھاتے رہیں۔ اور ساتھ ہی میں یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا احرار خواہ جتنا زور چاہیں لگا لیں ہم تحصیل پسرور کے جنوبی حصہ کے لوگ خواہ ہندو ہوں خواہ سکھ خواہ احمدی ہوں خواہ غیر احمدی آپس میں بھائی بھائی کی طرح رہیں گے اور کبھی کوئی خلاف اخلاق بات نہ کریں گے احرار کو چاہیئے میری اس تحریر پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور آئندہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں جو ہم

ہم امن عامہ میں خلل انداز ہوں۔ الراقم:۔ ساہو رام ساہوکار از داتا زید کا تحصیل پسرور

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

میامی (فلوریڈا) ۴ ستمبر۔ کیبوسٹ کے قریبی جزیروں میں طوفان سے ہلاک شدگان کی تعداد پانچ سو ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایسا طوفان اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔ لوگوں کا بیان ہے۔ کہ پانی پندرہ پندرہ فٹ کی بلندی تک اچھلا۔ اور عمارتیں اس طرح ٹکڑے ہوئیں۔ جس طرح دیا سلائی کو توڑ دیا جاتا ہے۔

نتھیا گلی ۵ ستمبر۔ کل وادی گنڈلب میں قبائلی عساکر اور انگریز افواج کے درمیان جو تصادم ہوا۔ اس میں قبائلی لشکر کے ۲۱ آدمی ہلاک اور ۵۹ زخمی ہوئے۔ سرکاری افواج کے صرف دس آدمی زخمی ہوئے۔

عدلیس آبابا ۵ ستمبر۔ حکومت حبشہ نے یہ امید کرتے ہوئے کہ مسٹر ریکٹ تیل اور معدنیات کے ٹھیکہ کے لئے نیا خریدار پیدا کر دیگا۔ مراعات منسوخ نہیں کیں۔

روم ۵ ستمبر۔ مشرقی افریقہ میں یکم جنوری سے ۳۱ جولائی تک ۱۳۰ اطالوی سپاہی موت کا شکار ہوئے۔ جن میں ۱۴ بڑے افسر تھے۔ اور ۹۷ چھوٹے عہدہ دار

شملہ ۵ ستمبر۔ لیجسلیٹو اسمبلی میں مسٹر اے آئینگر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے آنریبل سر چودھری ظفر اللہ خانصاحب نے کہا۔ ریلوے بجٹ کے اندازے کے مطابق ۲ کروڑ روپیہ کی کمی واقع ہونے کی توقع ہے۔ مگر یہ اندازہ اس قیاس پر مبنی ہے۔ کہ آمد گذشتہ سال سے تین کروڑ روپیہ زیادہ ہوگی۔ اگر سال کے اخیر پر کمی پائی گئی۔ تو ڈیپری سی ایشن فنڈ سے عارضی قرض لیکر اسے پورا کیا جائے گا۔ مگر ریلوے حکام کو جہانتک ممکن ہو اخراجات کم کرنے اور آمد میں اضافہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔

لنڈن ۵ ستمبر۔ ۴ ستمبر شام کو جینوا میں لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس کے سامنے تنازعہ ابی سینیا کا مسئلہ پیش ہوا۔ صدر کونسل نے والوال حادثہ کے متعلق ثالثی کمیشن کی متفقہ رپورٹ کا اعلان کرتے ہوئے اجلاس شروع کیا۔ مسٹر انتھونی ایڈن برطانوی رکن نے اپنی تقریر میں کہا "میں کونسل کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ حکومت برطانیہ تنازعہ کے پُر امن سمجھوتہ کی ہر ممکن کوشش کریگی" مسٹر لوال فرانسیسی مندوب نے بھی لیگ کی مصالحتی کوششوں کی تعریف کرتے ہوئے فرانس کی طرف سے پوری پوری امداد کا یقین دلایا۔

شملہ ۵ ستمبر۔ کریمنل لاء امنڈمنٹ بل پر جو آج زیر بحث لایا جانے والا ہے مسٹر گابا نے بہت سی ترمیمیں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس میں بل کی سختی کو کم کرنے اس کی میعاد کو تین سال مقرر کرنے اور سزاؤں کو کم کرنے کا مطالبہ ہے۔

قاہرہ ۵ ستمبر۔ مصر کے وزیر اعظم محمد توفیق پاشا نے کہا۔ تنازعہ ابی سینیا کے معاملہ میں مصر برطانوی گورنمنٹ کی پیروی کرے گا۔

کدایا ۴ ستمبر۔ صدر کانگریس نیشلسٹ پارٹی کدایا نے ایک جلسہ کے میدان میں گاڑے ہوئے قومی جھنڈے کو اتار کر پھینک دیا۔ اس سے شہر میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ بطور پروٹسٹ سکرٹری نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

دہلی ۵ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ حکومت ہند اس تجویز پر غور کر رہی ہے۔ کہ سرکاری ریلوں میں مسلمانوں کے مفاد اور ان کی نمائندگی کی نگہداشت کے لئے ایک سپیشل افسر مقرر کیا جائے۔ ریلوے بورڈ نے ایسے افسر کی تقرری کو منظور کر لیا ہے۔ عنقریب حکومت کی طرف سے ایسے احکام جاری کئے جائیں گے۔

کراچی ۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے ڈچ انڈیز میں ہندوستانیوں کے داخلہ پر پابندی عائد کرنے کے لئے حکام جو قانون تجویز کر رہے ہیں۔ اس سے تاجروں میں سخت ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ان کی تجارت کو بہت سخت دھکا لگنے کا اندیشہ ہے۔

برلن ۴ ستمبر۔ عمدہ صنعتوں کے یہودی تجار کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک ماہ کے اندر اندر اپنا کاروبار بند کر دیں۔ جرمنی میں چونکہ عمدہ صنعتوں کی تجارت زیادہ تر یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے یہ حکم ان کی تباہی کا موجب ہوگا۔

عدلیس آبابا ۵ ستمبر۔ حکومت حبشہ کے ایک فوجی افسر کا بیان ہے۔ کہ اٹلی حبشہ کے اسلحہ جنگ کو تباہ نہیں کر سکیگا چونکہ زبردست کرفیو آرڈر نافذ ہے۔ اس لئے سامانِ جنگ خفیہ طور پر مختلف مقامات پر منتقل کیا جا رہا ہے۔

روما ۴ ستمبر معلوم ہوا ہے۔ کہ اٹلی بارود تباہ کن جنگی جہاز بنا رہا ہے۔ عنقریب سیاہ پوشوں کا دستہ بھی تیار کیا جائیگا

شملہ ۵ ستمبر۔ آئندہ کی پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے لئے حلقہ ہائے انتخاب کے متعلق ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ تمام شہر جن کی آبادی ساڑھے سات ہزار یا اس سے زیادہ ہے۔ درجہ اول کے بلدیات۔ تمام چھاؤنیاں۔ تمام ضلعوں کے ہیڈ کوارٹر تمام سول لائنز۔ شہری حلقے کہلائیں گے مسلمان۔ سکھوں اور عام ووٹروں کے لئے ۹-۲- اور ۸ شہری نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ اور علی الترتیب ۷۵-۲۹ اور ۳۴ نشستیں تینوں اقوام کے دیہاتی رقبوں کے لئے چھوڑ دی گئی ہیں۔ مزدوروں کے لئے تین خاص نشستیں۔ تجار کے لئے ایک نشست اور زمینداروں کے لئے چار نشستیں رکھی گئی ہیں۔

روما ۵ ستمبر۔ حبشہ کے متعلق اٹلی نے چار چیزیں لیگ کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اول یہ کہ حبشہ نے سرحد کی حد بندی سے انکار کر دیا۔ دوم اطالوی نمائندگان سفارت خانہ پر روزانہ حملے۔ سوم حبشہ کے اندر اطالوی جان و مال پر مسلسل حملے چہارم اطالوی سمالی لینڈ میں اطالویوں پر حملے۔

شملہ ۵ ستمبر۔ لیجسلیٹو کونسل میں مسٹر ایو شلنگم نے سوال کیا۔ کیا ہندوستان میں برطانوی درآمد کی ایزادی معاہدہ اوٹاوہ کا نتیجہ ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے آنریبل سر چودھری ظفر اللہ خانصاحب نے کہا۔ آئندہ بجٹ کے اجلاس میں معاہدہ اوٹاوہ کے اثرات کو بحث میں لانے تک گورنمنٹ آف انڈیا ان مسائل پر کوئی عندیہ پیش کرنا نہیں چاہتی۔

امرتسر ۵ ستمبر۔ گیہوں تیار ۲ روپے ۳ آنے ۶ پائی۔ نخود تیار ۲ روپے ۹ پائی۔ کھانڈ دیسی ۹ روپے آٹھ آنے تا ۱۰ روپے ۱۲ آنے۔ سونا ۳۵ روپے ۹ آنے چاندی دیسی ۵۶ روپے ہے۔

لاہور ۵ ستمبر۔ تھانہ امرسدھو ضلع لاہور سے ہندوؤں اور سکھوں میں شدید لڑائی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گاؤں کے سکھوں اور ہندوؤں میں پرانی عداوت تھی۔ سکھ ہندوؤں سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مسلح ہو کر مخالفوں پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں پانچ ہندو مجروح ہوئے۔

مالٹا ۵ ستمبر۔ حکومت نہایت سرگرمی سے والنٹیر جمع کر رہی ہے۔ انہیں مرہم پٹی کا کام سکھایا جائے گا۔ آبادی کو گیس کے حملوں سے بچانے کی دفاعی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

شملہ ۴ ستمبر۔ مسٹر موریس ولسن جنہوں نے تنِ تنہا ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھنے کی کوشش کی تھی۔ ان کی موت کی تصدیق ہو گئی ہے۔ ان کی لاش ایک کیمپ کے پاس پڑی ہوئی پائی گئی تھی۔

مدراس ۴ ستمبر۔ مدراس میں پٹرول کی قیمت اس ماہ سے ایک روپیہ ۵ آنے ۶ پائی فی گیلن کی بجائے ایک روپیہ ۴ آنے ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ برماشیل اور سٹینڈرڈ ڈائیبل کمپنی نے ایک مغربی انڈیا کمپنی کے مقابلہ کے پیشِ نظر قیمت گھٹانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ سیکرٹری لیگ آف نیشنز نے مس بیتائی بھگیراتی آنریری سیکرٹری دہلی پراونشل خواتین کونسل کو لیگ کے اجلاس میں بطور مشیر مدعو کیا ہے مس بھگیراتی گذشتہ چار ماہ سے یورپ کا دورہ کر رہی ہیں۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی